وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ

نہ انہوں نے اُسے قتل کیا اور نہ صلیب پہ مارا لیکن وہ ان کیلئے (مقتول و مصلوب) کے مشابہ کیا گیا

حضرت مسیحؑ کا صلیب سے بچنا

اور

مشرق میں ہجرت

مغربی محققین اور آثار قدیمہ کی زبردست شہادات

اناجیل میں

حضرت مسیح کے صلیبی موت سے بچنے کا ذکر اور ہجرت کا اشارہ

۱- اُس نے اپنے جسم کے دنوں میں بہت رو رو اور آنسو بہا بہا کے اس سے جو اسے موت سے بچا سکتا تھا۔ دُعائیں اور منّتیں کیں اور خدا ترسی کے سبب اس کی سُنی گئی۔ اور اگرچہ بیٹا تھا پر ان دکھوں کے سبب جو اس نے اٹھائے اس نے فرمانبرداری سیکھی اور کامل ہوا۔" عبرانیوں ۵: ۷-۸

۲- "میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اس بھیڑ خانہ کی نہیں ضرور ہے کہ انہیں بھی لاؤں۔ وہ میری آواز سنیں گی۔ اور ایک ہی گلہ اور ایک ہی گڈریا ہو گا۔" (قولِ مسیحؑ) یوحنا ۱۰: ۱۶

○

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ   نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْد

آج سے ۶۲ برس قبل جبکہ عیسائیت مذہب اور سیاست کے لحاظ سے اپنے عروج پر تھی۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی، مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے مسیح علیہ السلام کی پُراسرار زندگی کے متعلق جو انکشافات فرمایا۔ اس سے قصرِ پاپائیت کی بنیادیں ہل گئیں۔ موجودہ عیسائیت کی بنیاد اس عقیدہ پر ہے کہ آدم نے گناہ کیا۔ اور اس کی نسل وراثتاً گنہگار بنی۔ اللہ تعالیٰ جو رحیم بھی ہے اور عادل بھی۔ تمام نسل انسانی کو سزا دینے میں اس کی رحیمیت مانع تھی۔ اور عدل چاہتا تھا کہ سب کو سزا ملے۔ اس لئے اس نے اپنے بیٹے یسوع کو بھیجا۔ جس نے صلیب پر جان دے کر تمام نوع انسانی کے گناہوں کا کفارہ ادا کیا۔ یسوع چونکہ الٰہ تھا اس لئے صرف تین دن مُردہ رہ کر اس نے ابدی زندگی حاصل کی اور اب وہ آسمان پر خدا کے داہنے ہاتھ بیٹھا ہے۔ اور آخری زمانے میں اس کا آسمان سے نازل ہونا مقدر ہے۔ عیسائی تو عیسائی خود مسلمان اکثریت کا مسیح کے بارے میں یہ عقیدہ تھا کہ وہ اپنے مادی جسم کے ساتھ آسمان پر دو ہزار سال سے زندہ ہیں اور چودھویں صدی میں مسلمانوں کی اصلاح کے لئے نزول فرمائیں گے۔
اس میں کوئی شک نہیں کہ رومن حکومت کا ریکارڈ۔ یہودی اور خود عیسائی امر پر متفق ہیں۔ کہ مسیح نے صلیب پر جان دے دی لیکن قرآن کریم فرماتا ہے۔ کہ

ومَا قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم
(نساء : ۱۵۸)

کہ یہودی نہ تو مسیح علیہ السلام کو قتل کرنے پر قادر ہو سکے اور نہ وہ انہیں صلیب پر مار سکے۔ البتہ ان پر مسیح کا واقعہ مشتبہ سا ہو گیا۔

حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے الہام الٰہی کی روشنی میں یہ دعوےٰ فرمایا۔ کہ یہودی مسیح علیہ السلام کو صلیب پر مار نہیں سکے۔ البتہ مسیح کو فلسطین سے ہجرت کرنی پڑی۔ اور آپ بنی اسرائیل کے جلاوطن دس قبائل میں تبلیغ کرتے ہوئے کشمیر پہنچے جہاں بنی اسرائیل آباد تھے[1]۔ اور وہاں ہی حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم عاش عیسٰی مائۃ وعشرین سنۃً[2] کے مطابق ایک سو بیس برس کی عمر میں فوت ہوئے۔ اور سری نگر محلہ انزمرہ خانیار میں ان کی قبر اب تک موجود ہے۔

آپؑ نے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں نہ صرف تاریخی شواہد پیش کئے بلکہ آپ نے اناجیل کی مختلف آیات سے ان حقائق کو ثابت کیا۔ کہ مسیح کو صلیب سے زندہ ہی اتار لیا گیا تھا۔ بیہوشی سے اِفاقہ کے بعد جب آپ علاج سے چلنے پھرنے کے قابل ہوئے تو آپ فلسطین سے ہجرت کر گئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رومی حکومت کے خوف سے مصلحتاً آپ کے متعلق یہ مشہور

---

[1] تاریخ کلیسیا مصنفہ پادری برکت اللہ ایم اے صفحہ ۱۵۷

[2] کنز العمال و طبرانی بروایت فاطمۃ الزہریٰ

کر دیا گیا تھا کہ آپ اپنے مادی جسم کے ساتھ ہی آسمان پر چلے گئے ہیں۔ تاکہ رومی حکومت آپ کا پیچھا نہ کر سکے

حدیث نبوی میں بھی مسیح کی اس خفیہ ہجرت کی طرف اشارہ ملتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ اوحی اللہ تعالیٰ الیٰ عیسیٰ ان یا عیسیٰ انتقل من مکان الیٰ مکان لئلاّ تعرف فتؤذی[1] اللہ تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کو وحی فرمائی کہ اے عیسیٰ ایک جگہ سے دوسری جگہ چلتے رہو۔ تا ایسا نہ ہو کہ تم پہچانے جاؤ۔ اور تمہیں تکلیف دی جائے۔

یہودی مسیح کو تورات کی تعلیم کے مطابق صلیب پر مار کر انہیں ملعون ثابت کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ اُنہوں نے رومی حکومت کے پاس شکائت کی کہ یہ شخص رومی حکومت کا غدّار ہے اور اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہتا ہے۔ مسیح کا مقدمہ پیلاطوس نامی جج کی عدالت میں پیش ہؤا۔ اسی رات پیلاطوس کی بیوی کو مسیح کے متعلق خواب آیا اور اس نے اپنے خاوند کو کہلا بھیجا۔ کہ تو اس راستباز سے کچھ کام نہ رکھ کیونکہ آج رات میں نے اس کے سبب سے بہت تکلیف اُٹھائی ہے[2]۔ چنانچہ پیلاطوس نے مسیح کو راستباز سمجھ کر اس کے خلاف فیصلہ دینے میں ہچکچاہٹ ظاہر کی اور اس علامت کے طور پر اپنے ہاتھ عدالت میں پانی منگا کر دھوئے کہ میں اس راستباز کے قتل سے بری ہوں۔ لیکن یہودیوں

---

[1] کنز العمال جلد اول

[2] متی ۲۷ : ۱۹

نے کہا کہ اگر تو اس مرد کو چھوڑتا ہے تو قیصر کا خیر خواہ نہیں[1]۔ اس دباؤ سے مجبور ہو کر پیلاطوس نے مسیح کے صلیب دیئے جانے کا فیصلہ کر دیا۔ لیکن اپنے فیصلے کا التوا جمعہ کے روز تک کیا۔ کیونکہ پیلاطوس جانتا تھا۔ کہ یہودی اپنی شریعت کے مطابق صرف جمعہ کی شام تک ہی مسیح کو صلیب پر رکھ سکتے ہیں۔ جمعہ کے روز مسیح کو صلیب پر دو چوروں کے ساتھ چڑھایا گیا۔ لیکن جب چھٹا گھنٹہ ہوا تو ایک ایسی آندھی آئی جس سے ساری زمین تاریک ہو گئی۔ یہ اندھیرا تین گھنٹے تک رہا[2]۔ یہودیوں کو اس شدید اندھیرے میں فکر پڑی کہ ایسا نہ ہو کہ اس اندھیرے میں ہی سبت کی رات شروع ہو جائے۔ (جس میں کسی کو صلیب پر رکھنا جرم تھا) اور وہ سبت کے مجرم ٹھہریں۔ اس لئے انہوں نے حکومت سے مسیح اور دونوں چوروں کو صلیب پر سے اُتارے جانے کی درخواست کی۔ دونوں چور اس وقت زندہ تھے۔ اس لئے معمول کے مطابق ان کی ہڈیاں توڑی گئیں۔ مسیح اس وقت زخموں کی تاب نہ لاکر سخت بیہوش ہو گئے تھے۔ اس لئے سپاہیوں نے انہیں مُردہ سمجھ کر ان کی ہڈیاں نہ توڑیں۔ تاہم ایک سپاہی نے آپ کی پسلیوں میں اپنا بھالا چبھو دیا۔ تو اس سے خون بہہ نکلا[3]۔ جو واضح طور پر ان کی زندگی کا ثبوت ہے۔ کیونکہ مُردہ کے جسم سے خون نہیں بہتا۔ خود پیلاطوس تجربہ کی

---

[1] یوحنا ۱۹ : ۲۲

[2] مرقس ۱۵ : ۲۳

[3] یوحنا ۱۹ : ۳۱

بنا پر یہ سمجھتا تھا کہ اتنی جلدی مسیح صلیب پر نہیں مر سکتے۔ چنانچہ جب یوسف آرمیتیاہ نے پیلاطوس سے مسیح کی لاش مانگی تو اس نے متعجب ہو کر پُوچھا کہ کیا مسیح اس قدر جلدی مر گیا ہے[1]؟ تواریخ سے ثابت ہے۔ کہ مسیح کو صلیب سے اُتار کر ایک زمین دوز کمرے میں رکھا گیا۔ اور ، ر اور لوبان وغیرہ انکے جسم پر ملا گیا۔ حکیم نقدیموس نے ان کا علاج کیا۔ آج تک طب کی مشہور کتابوں میں مرہم عیسیٰ کا نسخہ موجود ملتا ہے۔ ان حقائق سے واضح ہوتا ہے کہ مسیح کے حواری مسیح کو زندہ ہی سمجھتے تھے تبھی تو اس زمین دوز کمرے میں ان کا علاج کرتے رہے۔

اور پھر جب وہ کچھ اچھے ہو گئے تو انہوں نے فی الفور گلیل کی طرف سفر کیا۔ اس سفر میں مسیح اپنے شاگردوں سے ملا اور انہیں اپنا گوشت اور ہڈیاں دکھلائیں۔ ان کو اپنے زخم دکھلائے۔ ان کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھایا[2]۔ اور انہیں منع کیا کہ وہ اس بات کو عام لوگوں میں نہ پھیلائیں۔ اگر عیسائیوں کے عقیدہ کے مطابق اس وقت مسیح اپنی دائمی زندگی اور جلالی جسم میں تھے۔ تو وہ جسم مادی جسم سے مختلف ہوتا۔ انہیں کیا کھانے کی ضرورت نہ پڑتی اور نہ ہی انہیں اپنے آپ کو چھپانے کی ضرورت تھی کیونکہ یہودی یا رومن ان کے جلالی جسم پر کسی طرح قابو نہیں پا سکتے تھے۔

اناجیل میں واقعات کی اس ترتیب سے حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے یہ ثابت فرمایا ہے کہ در اصل مسیح صلیب سے زندہ اتارے گئے تھے۔ اور

---

[1] مرقس ۱۶ : ۴۲ - ۴۴

[2] لوقا ۲۴ : ۱۳ - ۳۱

بعد میں وہ نسبتاً صحتیاب ہو کر مشرق کی طرف ہجرت کر گئے۔ مسیح کی صلیب پر جانے سے قبل کی دعا کہ اے میرے باپ یہ موت کا پیالہ مجھ سے ٹال دے اور صلیب پر ایلی ایلی لما شبقتانی[1] کی تضرع پایۂ قبولیت تک پہنچنے سے نہیں رُک سکتی تھیں۔ خود عبرانیوں کے خط میں ان دعاؤں کی قبولیت کے متعلق لکھا ہے :-

"اس نے اپنے جسم کے دنوں میں بہت رو رو اور آنسو بہا بہا کے اس سے جو اسے موت سے بچا سکتا تھا دعائیں اور منتیں کیں اور خدا ترسی کے سبب اس کی سُنی گئی اور اگرچہ بیٹا تھا پر ان دکھوں کے سبب جو اس نے اُٹھائے اس نے فرمانبرداری سیکھی اور کامل ہوا"[2]

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کے زمانے تک اس عظیم الشان تحقیق کی تائید کے لئے جس قدر تاریخی شواہد میسّر آ سکتے تھے وہ آپ نے اپنی تصانیف میں تفصیل سے درج کر دئے ہیں[3]۔ لیکن اپنی تصنیف "مسیح ہندوستان میں" میں آپ نے وضاحت سے اس امید کا اظہار فرمایا ہے۔ کہ آئندہ زمانے میں ان حقائق کی تائید میں الٰہی منشا کے مطابق مزید انکشافات ہوں گے۔ آپ فرماتے ہیں :-

---

[1] اے خدا اے خدا!! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔ [2] عبرانیوں۔ ۵ : ۷ - ۸

[3] تفصیل کیلئے دیکھیے راز حقیقت ۱۸۹۸ - نور القرآن ۱۸۹۸ - مسیح ہندوستان میں ۱۸۹۹

"اس پیشگوئی (کسر الصلیب) میں یہی اشارہ تھا۔ کہ مسیح موعود کے وقت میں خدا کے ارادہ سے ایسے اسباب پیدا ہو جائیں گے۔ جن کے ذریعہ سے (مسیح کے) صلیبی واقعہ کی اصل حقیقت کھل جائے گی۔ تب انجام ہو گا اور اس عقیدہ کی عمر پوری ہو جائے گی۔ لیکن نہ کسی جنگ اور لڑائی سے بلکہ محض آسمانی اسباب سے جو علمی اور استدلالی رنگ میں دنیا میں ظاہر ہوں گے۔"

پس ضرور تھا کہ آسمان ان امور اور ان شہادتوں اور ان قطعی اور یقینی ثبوتوں کو ظاہر نہ کرتا جب تک مسیح موعود دنیا میں نہ آتا۔ اور ایسا ہی ہوا۔ اور اب سے جو وہ موعود ظاہر ہوا۔ ہر ایک کی آنکھ کھلے گی اور غور کرنے والے غور کریں گے۔ کیونکہ خدا کا مسیح آ گیا۔ ....

اب ہر ایک سعید روح کو فہم عطا کیا جائے گا اور ہر ایک رشید کو عقل دی جائے گی۔ کیونکہ جو چیز آسمان میں چمکتی ہے۔ وہ ضرور زمین کو بھی منور کرتی ہے۔ مبارک وہ جو اس روشنی سے حصہ لے۔"

(مسیح ہندوستان میں)

ذیل میں ہم عیسائی محققین، سائنسدانوں اور آثار قدیمہ سے برآمد ہونے والے نئے انکشافات کو درج کرتے ہیں۔ جن سے مسیح موعود علیہ السلام کی تحقیق کی تائید ہوتی ہے۔ اور مسیح کے بارے میں عیسائیت اور دیگر مذاہب کے غلط عقائد کی تردید ہوتی ہے۔

۱۰۔ انجیل مرقس کا آخری ورق: انجیل مرقس اور لوقا کے آخری ابواب پر بنیاد رکھتے ہوئے عیسائی دنیا اس عقیدہ پر قائم ہے کہ مسیح علیہ السلام واقعہ صلیب کے بعد زندہ ہو کر آسمان پر چلے گئے۔

بیسویں صدی کے عیسائی علماء مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے بائیبل کو محرف عناصر سے پاک کرنے کے لئے اپنی جرأت مندانہ تحقیقات جاری رکھی اور بعض قدیم نسخوں کی دریافت اور گہرے مطالعہ کے بعد وہ اس حتمی نتیجے پر پہنچے ہیں کہ اناجیل مرقس و لوقا میں مسیح علیہ السلام کا آسمان پر جانے کا واقعہ الحاقی ہے۔

۱۶۱۱ء کے Authorised Edition (مصدقہ ایڈیشن) میں یہ سب بیانات شامل ہیں اور ۱۸۸۱ء کے Revised Version. (نئے ترجمہ) میں ان آیات کے حاشیہ پر یہ نوٹ دیا گیا تھا کہ بعض بہترین اور مستند نسخوں میں مسیح کے آسمان پر جانے والے بیانات نہیں ملتے اور ۱۹۴۶ء کے Revised Standerd Version. (نئے معیاری ترجمہ) میں یہ سب آیات متن سے خارج کر کے حاشیہ پر درج کر دی گئی ہیں اور ساتھ ہی یہ نوٹ دیا گیا ہے کہ کچھ نسخوں میں یہ آیات بھی شامل ہیں۔ اور ایک مختلف عبارت بھی۔ انجیل کے اردو ترجمہ میں بھی اب یہ نوٹ دیا گیا ہے۔ کہ بعض قدیم نسخوں میں مرقس کی یہ بارہ آیات شامل نہیں بلکہ ان کی بجائے ایک اور عبارت درج ہے۔ اس عبارت میں مسیح کے آسمان پر جانے کا کوئی ذکر نہیں بلکہ مشرق سے شاگردوں کی معرفت مغرب میں دین کی منادی کرنے کا ذکر ہے۔

عیسائیت کی پہلی صدیوں میں انجیل مرقس کے باب ۸ کی آٹھویں آیت کے بعد یونانی لفظ TEΛOS یعنی "ختم شد" لکھنے کا رواج تھا۔ چنانچہ جان ولیم برگن لکھتے ہیں "From the earliest period It had been Customary to write 'TEΛOS' (The End) after the 8th verse of the last chepter:"

اس سے ظاہر ہے کہ اس سے بعد کی آیات میں ۹ تا ۲۰ الحاق ہیں

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انجیل مرقس کی یہ آیات کس نے بڑھائی ہیں؟ مشہور سکالر سی۔ آر۔ گریگوری اس سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں "یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ موجودہ آیات ۹ تا ۲۰ کہاں سے آ گئیں۔ چند سال پہلے اس سوال کا جواب کوئی شخص نہیں دے سکتا تھا۔ لیکن اب ہمارے پاس اس کا جواب موجود ہے۔ "فریڈرک کارن والس کان بیر" کو ایک قدیم آرمینی نسخہ ملا ہے جس میں مرقس کی ان آیات کو پریسبیٹر ارسٹن کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اب شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں کہ ان آیات کا مصنف مرقس نہیں بلکہ یہی شخص ہے" [2]

---

1. The Revision Revised by J. W. Borgon B. D. Dean of Chichester 1883. P. S. I.

2 Canon and the Text of the New Testament by C. R. Gregory P. 511.

[illegible]ncise Bible Comentary by Luther Clart P. 276.

دوسری طرف مشہور بائبل سکالر سی آر گریگوری کو انجیل کا جو نسخہ کوہ اتھاس سے ملا ہے۔ اس میں مرقس کے آخر میں لکھا ہے:۔

"And all the things anounced to those about Peter briefly, they spread about and after that Jesus himself appeared from East and up to West, he sent out by them the sacred and incorrupted preaching of the eternal Salvation. Amen."[1]

ترجمہ۔ یسوع کی فرمودہ تمام باتیں پطرس کے ساتھیوں کو مختصر طور پر پہنچا دی گئیں۔ انہوں نے انہیں مختلف اکناف عالم میں پھیلا دیا۔ اس کے بعد یسوع خود بھی مشرق سے ظاہر ہوا۔ اور اس نے لوگوں کے ذریعہ مغرب تک مقدس بے عیب اور دائمی نجات کے پیغام کو پہنچایا۔ آمین

یہ عبارت جن حقائق پر مشتمل ہے وہ بانی جماعت احمدیہ حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحب علیہ السلام کے عظیم الشان انکشافات اور گہری تحقیق کی پوری پوری تصدیق کرتے ہیں۔

(پوری تفصیل کیلئے ملاحظہ ہو۔ مرقس کا آخری ورق مرتبہ شیخ عبدالقادر ریسرچ سکالر)

۲۔ مکتوب یروشلم:۔ ۱۸۶۳ء میں مصر میں اسکندریہ کے آثار قدیمہ میں ایک قدیم یونانی راہب خانے سے واقعہ صلیب سے

1. Canon and the Text of the New Testament by C. R Gregory.

تھوڑا ہی عرصہ بعد کا لکھا ہوا ایک خط ملا۔ جو ایسینی فرقہ کے ایک راہب نے اپنے سلسلہ کے ایک رکن کو یروشلم سے اسکندریہ بھیجا تھا۔ یہ مکتوب ۱۹۰۷ء میں امریکن بک کمپنی شکاگو نے The Crucifixion by An Eye Witness. کے نام سے شائع کیا ہے۔ اس خط میں راہب نے مسیح علیہ السلام کے واقعہ صلیب کے چشم دید حالات لکھے ہیں۔ اس خط میں وضاحت سے لکھا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو صلیب سے بے ہوشی کی حالت میں زندہ ہی اتار لیا گیا تھا۔ ایسینی طبیب نقادیمس نے آپ کے زخموں کا علاج کیا اور آپ خفیہ طور پر یروشلم سے ہجرت کر گئے۔ اس خط میں لکھا ہے کہ یسوع نے واقعہ صلیب کے بعد اپنے شاگردوں کو کہا۔

"میں یہ نہیں بتا سکتا کہ اب کہاں جاؤں گا۔ کیونکہ میں اس امر کو مخفی رکھنا ضروری سمجھتا ہوں۔ اور میں سفر بھی تنہا کروں گا"

اس مکتوب میں مسیح کے آسمان پر جانے کے متعلق لکھا ہے:۔

"As the disciples knelt-down their faces bent towards the ground. Jesus ro.e and hastily went away through the gathering mist, But in the city arose a remour that Jesus was taken in a cloud and had gone to heaven. This was invented by the people who had not been present when Jesus departed." Page 124.

ترجمہ:۔ جب حواریوں نے گھٹنے ٹیکے تو ان کے چہرے زمین کی طرف جھکے ہوئے تھے۔ یسوع اٹھا اور جلدی سے پھیلی ہوئی کہر میں چلا گیا۔ لیکن شہر میں یہ افواہ

پھیل گئی کہ یسوع بادل میں سے ہو کر آسمان پر چلا گیا ہے۔ یہ خبر ان لوگوں نے
ایجاد کی تھی۔ جو مسیح کے رخصت ہونے کے وقت موجود نہ تھے۔

یہ خط حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی زندگی میں ہی برآمد ہو چکا تھا۔

حال ہی میں بحیرہ مردار کے قریب سے دستیاب ہونے والی دستاویزوں
سے مکتوب یروشلم کے اس مضمون کی تصدیق آتی ہے (تفصیل آگے آئے گی)

۳۔ مسیح علیہ السلام کا کفن:- جرمن سائنسدانوں کی ایک پارٹی نے آٹھ سال تک مسیح کے کفن کے
متعلق تحقیق کر کے ۱۹۵۷ء میں دنیا کو اپنی تحقیقات کے نتائج سے آگاہ کیا۔ اس
کی پوری تفصیل (کرٹ برنا) Kurt Berna کی تصنیف داس لنن Das Lenin.
میں ملتی ہے۔

"اٹلی کے شہر جورن (Jurin) میں مسیح علیہ السلام کا وہ کفن موجود
ہے جس میں مسیح علیہ السلام کو صلیب سے اتارنے کے بعد لپیٹا گیا تھا۔ صلیب
سے اتارنے کے بعد جسم پر خون کے مختلف دھبے اور جسم پر لگائی جانے والی مرہموں اور
دھنیات کے نشانات موجودہ زمانہ کی ترقی یافتہ فوٹوگرافی کی روشنی میں واضح طور پر
ثابت کر رہے ہیں۔ کہ مسیح کو جب صلیب سے اتارا گیا تو آپ اس وقت زندہ تھے
سائنسدانوں نے اپنی تحقیق سے پوپ کو مطلع کر دیا ہے۔ مگر پوپ اب تک خاموش
ہے کیونکہ اس تحقیق کے نتیجہ میں کیتھولک چرچ کی مذہبی تاریخ کا وہ اہم راز منکشف
ہو کر رہ گیا ہے جس پر ان کے بنیادی عقائد کی اساس تھی۔ تصویر کشی کے فن کی مدد
سے سائنسدانوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ جس واقعہ کو لوگ دو ہزار سال

سے ایک معجزہ خیال کرتے تھے (مسیح کا دوبارہ جی اٹھنا) وہ بالکل طبعی واقعہ تھا۔ اس
حقیقت سے عیسائی دنیا کو انکار نہیں کہ یہ کپڑا واقعی مسیح علیہ السلام کا کفن ہے
پوپ (Puis IX.) نے اس کپڑے سے حاصل شدہ تصویر کو دیکھ کر کہا کہ
یہ کسی انسانی ہاتھ کی بنائی ہوئی نہیں۔ اناجیل کا بیان ہے کہ مسیح نے صلیب پر
جان دیدی۔ مگر سائنسدان مصر ہیں کہ انکے دل نے عمل کرنا بند نہیں کیا تھا۔ کپڑے
کا خون کو جذب کرنا بتاتا ہے کہ مسیح صلیب سے اتارے جانے کے وقت
زندہ تھے"!

جرمن سائنسدانوں کی اس تحقیق پر مندرجہ بالا تبصرہ سکنڈے نیویا کے ایک
اخبار Stock Holm Tidiningen Christ Iderlumd.
نے اپنی ۱۷ اپریل ۵۷ء کی اشاعت میں کیا ہے۔

اور نیو یارک (امریکہ) سے حال ہی میں اسی سلسلے میں ایک کتاب
Thehol y shroud شائع ہوئی ہے۔ اس میں تسلیم کیا گیا ہے۔ کہ کفن
پر آنے والی منفی تصویر (Negative) کے بنانے میں کسی انسانی ہاتھ
کا دخل نہیں ہو سکتا کیونکہ منفی تصویر کا تصور ہی کیمرہ کی ایجاد کے بعد پیدا
ہوا ہے۔ اور کفن کی چادر کیمرہ کی ایجاد سے پہلے ہی موجود تھی۔

۴۔ بحیرہ مردار کے صحیفے:- ۱۹۴۷ء میں ایک بدو بحیرہ مردار کے مغربی ساحل پر وادی قمران کی چٹانوں میں اپنی
ایک بکری کی تلاش میں پھر رہا تھا۔ اس کی نظر ایک تنگ غار پر پڑی۔ اس
نے اپنے جذبہ تجسس کی تسکین کے لئے ایک پتھر اندر پھینکا تو اسے محسوس ہوا کہ

وہ کسی برتن سے ٹکرایا ہے۔ دوسرے دن وہ اپنے ایک اور ساتھی کی مدد سے
اس غار میں داخل ہوا۔ تو اس نے دیکھا کہ قطاروں میں مرتبان پڑے ہیں۔ اس
نے انہیں کھولا تو ان میں دو ہزار سال پرانے صحیفے تھے۔ یہ صحیفے جلد ہی دنیا
کے قابل ترین محققین کے سامنے آئے۔ جنہوں نے نہایت عرق ریزی، جانفشانی
اور حد درجہ حزم و احتیاط کے ساتھ ان بوسیدہ شہپاروں کو صاف کر کے
ان کا مطالعہ کیا۔ اور اپنی ساری تحقیقات کے نتائج اور صحائف کا ترجمہ
شائع کر دیا۔

ماہرین آثار قدیمہ کی رائے ہے کہ ان صحائف کو مرتب کرنے والے پہلی
صدی عیسوی کے عیسائی ہیں۔ جنہوں نے یہودیوں کی ایذا رسانیوں سے
ایک حد تک محفوظ رہنے کے لئے وادی قمران میں رہائش اختیار کی تھی۔
جہاں وہ اپنی روحانی تربیت، خدمت خلق اور مقدس نوشتوں کو ضبط تحریر
میں لاکر محفوظ کرنے کا کام کرتے رہے۔ اس جماعت میں شامل ہونے کے
لئے یہ عہد کرنا پڑتا تھا:-

"میں ہمیشہ پوری دیانتداری اور احتیاط سے صحائف اور نوشتوں
کو محفوظ و مخفی رکھوں گا۔"

سنہ ۶۸ء میں جب رومیوں نے یروشلم کے گرد و نواح کو فتح کر کے وہاں
قتل و غارت گری شروع کی اور ساتھ ہی عیسائیوں کے مذہبی لٹریچر کو ضائع کرنا بھی
شروع کر دیا۔ تو ان حالات میں عیسائیوں کے لئے اپنے مرکز سے ہجرت کرنا ناگزیر ہو
گیا۔ انہوں نے حفاظت کے نقطہ نگاہ سے اس موقع پر اپنی عظیم الشان لائبریری کو

جو صحف مقدس پر مشتمل تھی۔ قریبی غاروں میں منتقل کر دیا۔ [۱]
ان صحائف سے حضرت مسیح علیہ السلام کی نامعلوم اور مابہ النزاع زندگی
کے حالات پر روشنی پڑتی ہے۔ ان سے معلوم ہوتا ہے کہ خدا کا ایک راستباز
نبی یہودیوں کی طرف مبعوث ہوا۔ یروشلم کے علماء یہود اور سردار کاہن نے اس
کی ہر ممکن مخالفت کی۔ اس مقدس انسان کو گرفتار کر کے اذیتیں دی گئیں۔ اور
ایک غلط فیصلہ کا نشانہ بنا کر اسے لعنتی موت مارنے کی کوشش کی گئی۔ لیکن
اللہ تعالیٰ نے اس صادق انسان اور راستباز نبی کو موت کے منہ سے بچا
کر دشمن کو خائب و خاسر کر دیا۔ ان مقدس صحائف میں اس راستباز انسان کے وہ
گیت بھی شامل ہیں جو اس نے دشمن کے ہاتھوں سے نجات حاصل کر کے خدا کی
حمد میں لکھے ہیں۔ اور بیان کیا ہے کہ خدا نے اس کی تضرعات کو سنا اور موت کا
پیالہ اس سے ٹال دیا۔ اب وہ دنیا کے وسیع میدانوں میں سفر کر کے اس خدا کے
نام کو بلند کرے گا۔

کیمبرج کے ڈاکٹر جے ایل ٹیشنر Dr. J. L. Teichner لکھتے ہیں:
"بحیرہ مردار کے صحائف میں صادق استاد اور اس کی "غریب جماعت"
کا ذکر ہے اور تعلیمات کو بگاڑنے والے ایک مبلغ کا۔ یہ "غریب جماعت" ایبونی
عیسائی ہیں۔ جو یہودیوں میں سے مسیح پر ایمان لائے تھے۔ اور انہوں نے یہودی

---

[۱] The Dead Sea Community by Kurt Sehubert P. 25.

شریعت پر برابر عمل جاری رکھا۔ اور مقدس استاد یسوع ناصری ہیں۔[1]

ذیل میں ہم اس "مقدس راستباز استاد" کی حمد سے چند اقتباس نقل کرتے ہیں۔ تاکہ آپ خود اس کی زندگی کے چند نامعلوم پہلوؤں سے روشناس ہوں۔

۱۔ مسیحؑ کی حمد کہ خدا نے اسے منتخب کیا ہے

"اے خداوند! تو مبارک ہے جس نے اپنے خادم کے دل میں عرفان کا چشمہ کھولا۔ اگر تیری رضا ہو۔ تو تُو اپنی باندیؑ کے جنے ہوئے کا رفع کرے گا۔ تاکہ وہ تیرے منتخب انسانوں میں شامل ہو اور تیرے حضور ہمیشہ ہمیش کھڑا رہے۔" (زبور چہارم)

۲۔ مسیحؑ کا آئندہ مصائب کے برداشت کرنے کا عزم

"میں عزم لیکر اُٹھوں گا اور جب مجھے اذیت کا سامنا کرنا ہو گا تو میری روح توانا ہو گی۔ کیونکہ میں نے تیری کریمی اور تیری رحمت کے سرچشموں کو سہارا بنایا ہے۔" (زبور ۵ ب)

The Scrolls From the Dead Sea by Edmond Wilson.

P. 97.

[1] مریم (مسیح کی والدہ) نے فرشتے سے کہا۔ دیکھ! میں خداوند کی باندی ہوں۔ اُس نے اپنی باندی کی عاجزی پر نظر کی۔ اس لئے دیکھ اب سے ہر زمانے کے لوگ مجھ کو مبارک کہیں گے۔ لوقا ۱/۴۸

۳۔ مسیحؑ کا اظہارِ تشکر کہ خدا نے اُسے یہودیوں کے مظالم سے بچایا

باوجود یکہ انہوں نے دشمنوں کے پاس اُس کی مخبری کی۔!

"اے میرے خداوند! میں تیرا شکر ادا کرتا ہوں کہ تیری نگاہیں میری روح پر مرکوز ہیں۔ تو نے مجھے ان کے غضب سے بچا لیا ہے جو تیری جھوٹی حمد کرتے ہیں۔ تو نے غریب کی جان بچائی۔ جس کا خون وہ اس غرور کی تشہیر کے لئے بہانا چاہتے تھے کہ وہ تیرے عبادت گزار ہیں۔ انہوں نے تیرے بندوں کے کہنے پر مجھے لعنت و ملامت کے لئے چنا۔ لیکن اے میرے خدا تو زور آور کے ہاتھ سے بچانے کے لئے غریب اور بے آسرا کی مدد کو آپہنچا۔ تو نے مجھے ہمت عطا کی کہ میں ان کی شیطانی تدابیر اور دشمنوں کے پاس مخبری کے خوف سے تیری عبادت کو ترک کرنے کے گناہ سے بچا رہا۔" (زبور ۴)

۴۔ مسیح کا دیگر یہودی قبائل میں تبلیغ کرنے کا عزم

"اے میرے خدا میں تیری حمد کرتا ہوں کہ تو نے میری روح کو زندگی کے بندھن میں باندھا۔ ... ظالموں نے میری جان لینے کی کوشش کی کیونکہ میں تیرے عہد پر قائم ہوں ...... انہوں نے نہ سمجھا۔ لیکن تیرے حضور میرا موقف محکم ہے۔ ..... تیری ہی مرضی ہے کہ وہ میری جان پر قابو نہیں پا سکے ... میرا قدم سچائی پر پوری طرح گامزن رہے گا۔ اور میں یہود کے حلقوں

میں تیرے نام کی ثنا کروں گا۔" (زبور ۳)

۵۔ مسیح کی ہجرت

"پس مجھے میرے وطن سے اس طرح نکال دیا گیا۔ جیسے پرندے کو گھونسلے سے۔ میرے عزیز و اقارب مجھے چھوڑ گئے۔ وہ مجھے ایک ٹوٹا پھوٹا برتن سمجھتے ہیں۔ لیکن اے خدا تو شیطان کے تمام حربوں کو ناکام بنا دے گا۔" (زبور ۸ الف)

۶۔ غیر ملک میں جاکر مسیح کی قبولیت اور تائید الٰہی

"خداوندا! میں تیری حمد کرتا ہوں کہ تو نے ایک غیر اور اجنبی ملک کے سفر میں بھی میرا ساتھ نہیں چھوڑا ...... تو بے کسی میں میرا آسرا ہوگا تو مجھے ایک اجنبی سرزمین میں لے آیا ہے۔ اے میرے خداوندا تو مجھے بنی آدم سے مخفی رکھے گا۔" (زبور ۱۰)

کیا یہ حالات عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کسی اور کے ہو سکتے ہیں؟ جو اپنے کو یاندی کا بیٹا کہتے تھے۔ جن کی مخبری یہودیوں نے رومنوں کے پاس کی۔ اور جو بعد میں مہاجر یہودیوں میں تبلیغ کے لئے گئے۔ اور وہاں انہیں قبولیت حاصل ہوئی۔

۵۔ حضرت مسیح کی تصاویر: عیسائی عقیدہ کی تردید میں اللہ تعالیٰ روز بروز نئے نئے دلائل پیدا فرما رہا ہے۔ چنانچہ حال ہی میں ایسی تصاویر عیسائیوں کی طرف سے شائع ہوئی ہیں جو کہ دوسری تیسری صدی کے ابتدائی مسیحیوں نے حضرت مسیح کی بنائی تھیں اور جو ان کے ہاں مقدس امانت

کے طور پر محفوظ چلی آتی تھیں۔ یہ تصاویر انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا جلد ۱۳ میں شائع ہوئی ہیں ان تصاویر پر نظر ڈالنے سے معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ جوانی اور بڑھاپے کی تصاویر ہیں بڑھاپے کی تصویر سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح اس وقت سو سال سے زائد عمر کے تھے۔

بڑھاپے کی تصویر سے موجودہ عیسائیت کے اس عقیدہ کی واضح طور پر تردید ہوتی ہے کہ حضرت مسیح تینتیس ۳۳ سال کی عمر میں صلیب پر مرنے کے بعد آسمانوں پر چلے گئے تھے۔ اس تصویر سے ثابت ہے کہ حضرت مسیح نے زمین پر عیسائیوں کے درمیان لمبی عمر گزاری اور وہ بوڑھے ہو کر فوت ہوئے تھے۔ یہی وہ عقیدہ ہے جس کی قرآن و حدیث نے تصریح فرمائی ہے۔

اس لحاظ سے یہ تصاویر اسلام کی تائید میں ایک عجیب اور تازہ انکشاف ہے عیسائی صاحبان ان تصاویر کا انکار نہیں کر سکتے۔ یہ آج تک ان کے معابد، گرجوں اور لائبریریوں میں مقدس یادگار کے طور پر محفوظ ہیں۔ اگر کوئی غور کرے۔ تو یہی ایک بات صلیبی مذہب کو پاش پاش کرنے کے لئے کافی ہے۔

۶۔ حال ہی میں یورپ میں ایک کتاب (Jesus In Rome. (یسوع روما میں) شائع ہوئی ہے۔ رابرٹ گریور اور جوشوا پوڈرو نے اپنی اس کتاب میں تاریخی اور سائنسی شواہد سے یہ ثابت کیا ہے۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صلیب پر وفات نہیں پائی تھی۔ آپ کا اپنے مادی جسم کے ساتھ آسمان پر نہ جانا ثابت ہے اور نہ ہی طبعی لحاظ سے ممکن۔ یہ مصنفین لکھتے ہیں:۔

"تاریخی طور پر یہ ایک اہم سوال ہے کہ جب مسیح کوہ زیتون پر بپتسمہ کے

نزدیک اپنے حواریوں سے مادی جسم میں رخصت ہوئے تو اس کے بعد ان کا کیا بنا؟

اس امر پر کلیسا کے رہنماؤں کا اتفاق معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ سوال صرف ایمان کے ذریعے سے ہی حل ہو سکتا ہے مگر وہ یہ بھی جانتے ہیں (خواہ سطحی طور پر ہی سہی) کہ مسیح کے آسمان پر اُٹھائے جانے کا عقیدہ جوہری طبیعات Nuclear Physics. کے پیچیدہ نتائج کے متناقض ہے۔ حضرت مسیح کے گوشت اور خون والے جسم کے لئے جو کائنات میں مشینی امداد کے بغیر پرواز کرنا ناممکن تھا۔ یا ان کے جسم کے فوری طور پر غیر مادی (Dematerialize) ہو جانے کے نتیجہ میں ایسی جوہری طاقت پیدا ہوتی جو سارے یروشلم اور فلسطین کو تباہ کر کے رکھ دیتی اور تاریخ شاہد ہے کہ یہ حادثہ کبھی واقع نہیں ہوا۔ اب ایک عیسائی کے لئے جو نجات کا متمنی ہے۔ رہنمایانِ کلیسا صرف ایک ہی نصیحت پیش کر سکتے ہیں۔ کہ وہ کفر اور شبہات سے بچنے کی دُعا کرتا رہے۔

وہ لوگ جو ان ہر دو امور کو اپنے علم کے ساتھ غیر مطابق پا کر انہیں رد کر دیتے ہیں۔ ان کو یہ فیصلہ کرنا چاہیئے کہ:۔

۱۔ یا تو حضرت عیسٰی علیہ السلام صلیبی موت سے بچ نہیں سکے۔ اور آپ کے جملہ حواری جو ایسا خیال کرتے تھے۔ محض ایک دھوکے میں رہے (اس صورت میں یہ سوال کہ کوہ زیتون سے رخصت ہونے کے بعد مسیح کے جسم کا کیا بنا پیدا نہیں ہوتا)

۲۔ اور یا یہ کہ مسیح صلیبی موت سے بچ گئے تھے (جیسا کہ ہم یقین رکھتے ہیں) اس جہت سے یہ سوال تاریخی طور پر بہت اہم بن جاتا ہے۔ عیسائی،

مشرکین، یہودی، ہندو اور مسلمان مصنفین نے اس سلسلہ میں کافی مواد فراہم کیا ہے کہ مسیح واقعہ صلیب کے بعد فلسطین سے باہر اس مادی جسم کے ساتھ ظاہر ہوئے یہ ضروری نہیں کہ ہم ان تمام شہادات کو فیصلہ کن اور یقینی تسلیم کر لیں لیکن ہم ان سے بے اعتنائی بھی نہیں برت سکتے۔ واقعۂ صلیب اور مسیح کے آسمان پر جانے کے جو بیانات نئے عہد نامہ میں درج ہیں۔ ان کے متناقض ہونے کا بھی انکار نہیں کیا جا سکتا۔" [1]

مندرجہ بالا انکشافات، اور حقائق سے واضح طور پر ثابت ہے کہ:۔

مسیحی محققین اب اس امر کے قائل نظر آتے ہیں۔ کہ مسیح علیہ السلام صلیب سے زندہ اُتر آئے تھے۔ ان کا آسمان پر بجسمِ عنصری جانا ایک غلط اور فرسودہ عقیدہ ہے جس کی نہ کوئی الہامی کتاب تائید کرتی ہے نہ کوئی تاریخ۔ البتہ مسیح فلسطین سے ہجرت کر کے کہاں گئے؟ اس بارے میں مسیحی محققین ابھی کسی حتمی نتیجے پر نہیں پہنچے۔

حضرت بانیٔ سلسلۂ احمدیہ علیہ السلام نے اپنی اس تاریخی تحقیق کو اس رنگ میں مکمل طور پر دنیا کے سامنے پیش فرمایا ہے۔ کہ مسیح فلسطین سے ہجرت کرنے کے بعد بنی اسرائیل کے ان دس قبائل کی طرف گئے جنہیں بخت نصر نے فلسطین سے جلاوطن کر دیا تھا اور وہ فلسطین کے مشرقی ممالک میں دور دور تک جا کر آباد ہو گئے تھے۔ حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السلام نے تاریخی شواہد سے ثابت کیا ہے۔ کہ افغانستان اور کشمیر میں اسرائیلی قومیں آباد ہیں۔ اور مسیح علیہ السلام نے جیسا کہ فرمایا تھا۔

---

[1] Juses In Rome. P. 4.

"میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اس بھیڑ خانہ کی نہیں۔ ضرور ہے کہ انہیں بھی لاؤں۔ وہ میری آواز سنیں گی اور ایک ہی گلہ ہوگا اور ایک ہی گلہ بان" [1]

اس کے مطابق آپ ان قبائل میں گئے اور پھر کشمیر میں قیام فرمایا۔ اور وہیں حدیث نبوی کے مطابق ایک سو بیس سال کی عمر [2] میں وفات پائی۔

عیسائی علماء اس امر پر متفق ہیں کہ جنوبی ہند میں جہاں مسیح کے حواری تھوما کی قبر موجود ہے اسرائیلی قبائل موجود تھے۔ جن کو مسیح کا پیغام پہنچانے کے لئے تھوما مدراس تشریف لائے تھے۔ کشمیر کے متعلق بھی پادری برکت اللہ صاحب ایم اے نے یہ اعتراف کیا ہے کہ یہاں ابتدائی مسیحی آباد تھے۔ آپ لکھتے ہیں:-

"حال ہی میں شمالی ہند سے بھی اس قسم کی صلیبیں ملی ہیں۔ یہ صلیبیں کشمیر کی قدیم قبروں میں پہاڑیوں کی وادیوں سے دستیاب ہوتی ہیں۔ ان کی بناوٹ، نقش و نگار اور الواح کی عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ یہ صلیبیں نسطوری ہیں اور قبریں بھی نسطوری عیسائیوں کی ہیں۔ یہ امور ثابت کرتے ہیں کہ قدیم صدیوں میں کشمیر میں جابجا کلیسائیں قائم تھیں اور وہاں نسطوری عیسائی آباد تھے۔" [3]

---

[1] یوحنا ۱۰ : ۱۶

[2] کنز العمال

[3] تاریخ مسیحی کلیسیا ص ۱۵۷

ذیل میں ہم ہندوستان اور کشمیر کی بعض مستند تواریخ کے ایسے حوالے پیش کرتے ہیں جن میں مسیح علیہ السلام کے کشمیر آنے اور یہاں پر وفات پا جانے کا واقعہ ذکر ہے:-

۱۔ تاریخ کشمیر میں مسیحؑ کی کشمیر میں آمد کا ذکر:- کشمیر کی ایک مستند اور قدیم قلمی تاریخ میں مسیح علیہ السلام کی کشمیر میں آمد کا ذکر واضح الفاظ میں موجود ہے۔ یہ تاریخ آج سے قریباً چھ سو برس قبل ایک مسلمان محقق نے قلمبند کی ہے اور اس کتاب کو تواریخ کشمیر میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اس میں واضح ذکر ہے کہ مسیح جنہیں یوز آسف کہتے ہیں بیت المقدس سے آئے ہیں اور اسرائیلی نبی ہیں۔ چنانچہ لکھا ہے؟

"راجہ گوپانند پسرش بعد از عزل او بر حکومت رسید۔ در (عہدِ حکومتِ [1]) او بتخانہ ہائے بسیار (تعمیر شدند)۔ بالائے کوہ سلیمان گنبد شکستہ بود و برائے تعمیرش یکے از وزرائے خود نامی سلیمان کہ از پارس آمدہ بود تعیین نمود۔ ہندوان اعتراض کردند کہ او غیر دین ملیچھ است دریں وقت حضرت یوز آسف از بیت المقدس بجانبِ وادئ اقدس مرفوع شدہ دعوائے پیغمبری کرد۔ شب و روز عبادتِ باری تعالیٰ کرد و در تقویٰ و پارسائی بدرجۂ اعلیٰ رسیدہ خود را برسالتِ اہلِ کشمیر مبعوث گوارید)

---

[1] قوسین میں دیئے ہوئے الفاظ کرم خوردہ تھے مشکل سے پڑھے گئے۔

وبدعوتِ خلائق اشتغال نمود۔ زیراکہ کثیر مردمانِ خطہ عقیدت مندِ آنحضرت بودند۔ راجہ گوپادت اعتراضِ ہندواں پیش اوکرد۔ بحکم آنحضرت سلیمان کہ ہندواں نامش سندیمان دادند تکمیلِ گنبدِ مذکور کرد (سال پنجاہ وچہار) ونیز بر زردبان نوشت کہ دریں وقت یوزآسف دعویٰ پیغمبری می کند ودر دیگر سنگِ زردبان ہم نوشت کہ ایشاں یسوع پیغمبر بنی اسرائیل است ودر کتابِ ہندواں دیدہ اند کہ آنحضرت بعینہٖ حضرت عیسیٰ روح اللہ۔ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام بود ونام یوزآسف ہم گرفت۔ والعلم عنداللہ۔ عمر خود دریں بسر برد بعد رحلت بمحلہ انزمرہ" آسود ونیز مے گویند کہ بر روضۂ آنحضرت انوارِ نبوت جلوہ گرمی باشند وراجہ گوپادت شصت سال ودوماہ حکومت نمودہ درگذشت۔[1]"

ترجمہ :۔ راجہ اکھ کے معزول ہونے کے بعد اس کا بیٹا راجہ گوپانند (گوپادت) حکمران ہوا۔ اس کے عہدِ حکومت میں بہت سے مندر تعمیر ہوئے۔ کوہ سلیمان کی چوٹی پر ایک شکستہ گنبد تھا۔ راجہ نے اس کی تعمیر کے لئے اپنے وزیروں میں سے ایک شخص سلیمان نامی کو جو فارس سے آیا تھا۔ مقرر کیا۔ ہندوؤں نے اعتراض کیا کہ یہ ملیچھ ہے اس وقت حضرت یوزآسف بیت المقدس سے اودیٰ اقدس (کشمیر) کی جانب مرفوع ہوئے اور آپ نے پیغمبری کا دعویٰ کیا۔ شب و روز عبادتِ الٰہی میں مشغول رہے اور تقویٰ و پارسائی کے اعلیٰ درجہ کو پہنچ کر خود کو اہل کشمیر کی رسالت کے لئے مبعوث قرار دیا۔ اور دعوتِ خلائق میں مشغول رہے۔ چونکہ خطہ کشمیر کے اکثر لوگ

---

[1] تاریخ کشمیر ص ۱۶۹

آنحضرت (یوزآسف) کے عقیدتمند تھے۔ راجہ گوپادت نے ہندوؤں کا اعتراض ان کے سامنے پیش کیا۔ اور آنحضرت کے حکم سے سلیمان نے جسے ہندوؤں نے سندیمان کا نام دیا۔ گنبد مذکور کی تکمیل کی (سنہ ۵۴ تھا) اس نے گنبد کی سیڑھی پر لکھا۔ کہ اس وقت یوزآسف نے دعویٰ پیغمبری کیا ہے۔ اور دوسری سیڑھی کے پتھر پر لکھا۔ کہ آپ بنی اسرائیل کے پیغمبر یسوع ہیں۔ (ملاں نادری کہتے ہیں) کہ میں نے ہندوؤں کی کتاب میں دیکھا ہے کہ آنحضرت (یوزآسف) بعینہٖ حضرت عیسیٰ روح اللہ علی انبینا وعلیہ الصلوٰۃ تھے اور آپ نے یوزآسف کا نام اختیار کیا ہوا تھا۔ والعلم عنداللہ۔ اس نے اپنی عمر اسی جگہ بسر کی اور وفات کے بعد محلہ انزمرہ (سرینگر) میں دفن ہوئے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آنحضرت کے روضہ سے انوارِ نبوت جلوہ گر ہوتے ہیں۔ راجہ گوپادت نے ساٹھ سال دو ماہ حکومت کرنے کے بعد انتقال کیا۔

۲۔ بھوشیہ مہاپران میں مسیح کی کشمیر میں آمد کا ذکر:

ہندوؤں کی ایک مقدس کتاب "بھوشیہ مہاپران" ہے جو اٹھارہ مقدس پرانوں میں سے ایک پران ہے — یہ کتاب سنہ ۱۱۵ء میں تصنیف ہوئی اور سنہ ۱۹۱۰ء میں بمبئی سے شری پرتاب سنگھ مہاراجہ کشمیر کے حکم سے شائع ہوئی۔ اس کا ترجمہ ڈاکٹر شیو ناتھ شاستری ہندو فاضل سے کرایا گیا ہے۔ اس میں واضح طور پر لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ملاقات راجہ شالباہن سے وین مقام پر ہوئی۔ پوری عبارت کا ترجمہ یوں ہے:۔

"ایک دن راجہ شالباہن ہمالہ پہاڑ کے ایک ملک میں گیا۔

وہاں اس نے ساکا قوم کے ایک راجہ کو وین مقام پر دیکھا۔ وہ خوبصورت رنگ کا تھا۔ سفید کپڑے پہنے تھا۔ شالباہن نے اس سے پوچھا آپ کون ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ میں یوسا شافت (یوزآصف) ہوں۔ ایک کنواری کے بطن سے میری پیدائش ہوئی (راجہ شالباہن کے حیران ہونے پر) اس نے کہا۔ میں نے جو کہا ہے سچ کہا ہے۔ اور میں مذہب کو پاک وصاف کرنے (تجدید دین) کے لئے آیا ہوں۔ راجہ نے اس سے پوچھا۔ آپ کون سا مذہب رکھتے ہیں؟ اس نے جواب دیا:-

اے راجا! جب صداقت معدوم ہو گئی اور ملیچھوں کے ملک (ہندوستان سے باہر کسی ملک) میں حدودِ شریعت قائم نہ رہے تو میں وہاں مبعوث ہوا۔ میرے کام کے ذریعہ جب گنہگاروں اور ظالموں کو تکلیف پہنچی تو ان کے ہاتھوں سے میں نے بھی تکلیفیں اٹھائیں راجہ نے اس سے پھر پوچھا کہ آپ کا مذہب کیا ہے؟ اس نے جواب دیا میرا مذہب محبت۔ صداقت اور تزکیۂ قلوب پر مبنی ہے اور یہی وجہ ہے کہ میرا نام عیسےٰ مسیح رکھا گیا۔ اس کے بعد راجہ آداب و تسلیمات بجالایا۔ اور واپس ہوا۔"

بھوشیہ پران صفحہ ۲۸۰
پرت ۳
ادھیائے ۲ ۔ شلوک ۲۱ تا ۳۱

نوٹ:- قدیم زمانہ میں جو قبائل باہر سے ہندوستان آئے انہیں ہندو لٹریچر میں انڈو ساکا یا انڈو سیتھین کا نام دیا گیا۔ اس پران میں ساکا قوم سے مراد بنی اسرائیل ہیں۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام پیغمبر ہونے کی وجہ سے ان کے سردار تھے۔

۳۔ ناتھ مانو بولی میں مسیح کے کشمیر آنے کا ذکر:- بندھیا چل میں ناتھ جوگی فرقہ کی کتاب

"ناتھ مانو بولی" میں لکھا ہے:-

"عیسیٰ ناتھ کو ان کے ہموطنوں نے ہاتھوں اور پیروں میں کیل لگا کر سولی پر چڑھا کر مارنے کی کوشش کی۔ اور مردہ سمجھ کر قبر میں رکھ دیا۔ مگر عیسیٰ ناتھ نے قبر سے نکل کر آریہ ورشیں میں فرار اختیار کیا۔ اور کوہ ہمالیہ کے دامن میں ایک خانقاہ قائم کی۔ اور خانیار سرینگر میں ان کی سمادھی ہے"

(ماہنامہ بھترا پوہ ۱۹۳۶ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آج سے نصف صدی قبل فرمایا تھا

آ رہا ہے اس طرف احرارِ یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مُردوں کی ناگاہ زندہ وار
(درثمین اردو)

یسوع کی الوہیت اور کفارہ کا محل جن بنیادوں پر قائم تھا مذکورہ بالا علمی اور تاریخی حقائق کی موجودگی میں وہ منہدم ہو رہی ہیں۔ اور عالمِ عیسائیت اب مجبور ہو رہی ہے کہ وہ اسلام کی پیش کردہ ابدی صداقتوں کو تسلیم کرے۔

- اسلام اور دیگر مذاہب (عیسائیت بہائیت وغیرہ) کی تعلیمات وعقائد کا باہمی موازنہ۔
- حضرت مرزا غلام احمدؐ صاحب بانی احمدیت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کی تعلیمات۔
- اور جماعت احمدیہ کی اکنافِ عالم میں تبلیغی کاوشیں اور ان کا اثر۔

ان امور سے متعلقہ ہمارے ادارے کا شائع کردہ مفت لٹریچر حاصل کرنے کے لئے ذیل کے پتہ سے رجوع فرمائیں۔

مہتمم نشر و اشاعت نظارت اصلاح و ارشاد صدر انجمن احمدیہ ربوہ

اس چادر کی تصویر جسمیں حضرت مسیحؑ کو صلیب سے اتارا جانے کے بعد اُن کے جسم پر ادویات مل کر لپیٹا گیا تاکہ انہیں ہوش میں لایا جائے۔ دوائی کی وجہ سے حضرت مسیحؑ کے جسم اور زخموں سے [illegible] والے خون کے نشانات چادر پر ثبت ہو گئے جن سے سامنے کی جانب اور پشت کی جانب کی تصویر وجود میں آئی۔ پشت کی جانب کا حصہ تصویر میں اوپر اور سامنے کا حصہ نیچے ہے

چادر پر اس خون کا نشان جو حضرت مسیحؑ کی پسلی سے ایک رومی سپاہی کے بھالا چبھونے پر چادر میں لپیٹا جاتے کے بعد بھی جاری رہا خون کا بہنا حضرت مسیحؑ کی زندگی کی گواہی دے رہا ہے کیونکہ مردہ کے جسم سے خون نہیں بہتا۔

لاہور آرٹ پریس

مہتمم نشر و اشاعت نظارت اصلاح و ارشاد صدر انجمن احمدیہ
ربوہ

حضرت مسیحؑ کے چہرہ کی شبیہہ جو چادر پر آمدہ نقوش انلارج ENLARGE کرنے پر ظاہر ہوئی پوپ نہم نے تسلیم کیا ہے کہ اس تصویر کے بنانے میں کسی انسانی ہاتھ کا دخل نہیں۔

مہتمم نشر و اشاعت نظارتِ اصلاح و ارشاد ربوہ